پروفیسر منظور الحق صدیقی

مرکزی سیرت کمیٹی پٹی

تعارف

پٹی ایک قصبہ ہے جو ضلع لاہور میں تھا اور ریڈ کلف ایوارڈ نے اسے بھارت کو دے دیا۔ سترہ سال تک یہ قصبہ اشاعت سیرت کا مرکز رہا۔ مرکزی سیرت کمیٹی کے بانی قاضی عبدالمجید قرشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی اشاعت کا کام جس وسیع پیمانے پر کیا اس کی مثال برصغیر پاکستان و ہندوستان کی بارہ ساڑھے بارہ صدیوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ شاہ افغانستان غازی نادر شاہ، شاہ عراق، سلطان فیصل، شیخ عبدالظاہر امام خانہ کعبہ، شیخ الاسلام حکومت مصر، علامہ کاشف الغطا امام الشیعہ عراق، امیر شکیب ارسلان شامی، محمد علی پاشا، علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی ایسے حضرات نے سیرت کمیٹی کے کام کی تائید کی۔ مدیر "مدینہ" بجنور مولانا حامد الانصاری نے قرشی موصوف کے نام اپنے خط میں لکھا: "آپ اپنے انفرادی وجود سے ہزارہا انجمنوں کا کام دے رہے ہیں۔" ایران کے ایک سابق وزیر اعظم سید ضیاء الدین طباطبائی نے لکھا: "سیرت کمیٹی کا کام ہر اس شخص کے لیے جو اسلام کی شوکت دیکھنا چاہے، ایک زندہ نمونہ ہے۔" اور دنیائے اسلام کی اپنے وقت کی عظیم اور محبوب شخصیت مفتی اعظم سید امین الحسینی نے لکھا: "سیرت کمیٹی کے کام پر صرف دنیائے اسلام ہی نہیں خود اسلام بھی شکر گزار ہے۔"

یہ قاضی عبدالمجید قرشی ہی تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی ملی تاریخ میں پہلی بار یہ کامیاب تجربہ کیا کہ بغیر کسی قسم کے چندے کے ایک معمولی قصبے میں بیٹھ کر ایک تہی دست انسان ملکوں ملکوں میں اشاعت اسلام کر سکتا ہے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۴۰ کو راقم الحروف پٹی گیا۔ دو حضرات مجھے لینے کے لیے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے بڑے چالیس بیالیس کے پیٹے میں ہوں گے۔ قد پانچ فٹ سے نکلا ہوا،

ننگا سر، سر کے بالوں پہ مشین پھری ہوئی، داڑھی ایسی کہ دو روز سے نہ منڈوائی ہو، دانت خراب اور تقدرسے باہر نکلے ہوتے۔ پمپ شو، نہ بند اور کرتے کے اوپر بھری سردی میں صرف واسکٹ پہنے ہوئے۔ ایک ایسی شخصیت جس میں ظاہری کشش نام کو نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ ہیں مولانا عبدالمجید قرشی جن کے نام کا ڈنکا برصغیر کے شہر شہر میں بج رہا ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ مرد درویش بہت سفر کرتا ہے مگر ہمیشہ تیسرے درجے میں۔ کھانے کا وقت ہو گیا تو کسی تندور پہ بیٹھ کر دال روٹی کھالی۔ ان کی ضروریات بس اتنی تھیں کہ جسم و روح کا رشتہ قائم رہے۔ ایک ماہ پہلے انھوں نے اپنے اخبار ایمان (۱۵ نومبر ۱۹۴۰ ص ۲) میں لکھا تھا کہ "نہ میری بیوی، نہ اولاد ہے۔ البتہ سگا بھائی ہے۔ وہ اپنی جگہ پہ تیس روپے ماہانہ کی غریبانہ مدرسی کر رہا ہے۔" یہ بھائی عبدالحمید تھے۔ ان کے آفس سکریٹری حمید انور نے ۱۴ نومبر ۱۹۷۸ کو بتایا کہ "وہ جس طرح وضع قطع میں سادہ تھے تقریر و تحریر میں بھی نہایت سادہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ بات مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔ بڑے ہی حاضر جواب تھے۔ نہایت اطمینان کے ساتھ مدلل گفتگو کرتے تھے۔ سامنے سوال کرنے والا اجتماع ہو تو تسلی کے ساتھ ہر ایک کو قائل کرتے جاتے تھے۔ میں کئی سفروں میں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ ان کا لوگوں پہ اتنا اثر تھا کہ اگر وہ کوئی دعویٰ کر دیتے تو بہت سے لوگ اسے تسلیم کر لیتے۔"

حمید انور مزید کہتے ہیں کہ "میں ان کا کئی سال آفس سکریٹری رہا۔ ایک روز میں نے کہا کہ مجھے کسی ولی اللہ کی تلاش ہے۔ بولے کہ شام کو سیر کو جائیں گے تو دکھاؤں گا۔ شام کو سیر کو نکلے کہ ایک کسان ہل چلا کر کھیت سے نکل رہا ہے۔ میلے کچیلے کپڑے جسم گرد آلود۔ کہا کہ یہ زمین سے فصل اگاتا ہے، حلال کی روزی کماتا ہے، اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے محنت کرتا ہے۔ یہ کام کرتے کرتے اتنا تھک گیا ہے کہ اب بڑا کام کرنے کے لیے اس کے پاس وقت ہی نہیں۔ یہ ہے ولی اللہ۔"

تنظیم کمیٹی میں

قاضی عبدالمجید قرشی کی پبلک زندگی کا آغاز امرتسر کی تنظیم کمیٹی سے ہوا۔ یہ رسالہ

تنظیم امرت سر" کے ایڈیٹر بھی تھے۔ ہمارے پیش نظر اس رسالے کی جلد ۴ کا شمارہ نمبر ۱ ہے
جون ۱۹۲۷ کا یہ عید نمبر ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سرورق پر "اللہ اکبر" کے نیچے لکھا ہوا ہے:

"نگران پالیسی: کچلو ایڈیٹر: قریشی"

اداریہ "راہ نجات: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" قریشی نے اور شذرہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے لکھا۔ پندرہ مضامین میں سے صرف ایک عید سے متعلق ہے۔ لکھنے والے مونندو ناتھ چیٹرجی، راجہ نریندر ناتھ، مولانا عارف ہسوی دہلی۔ مولانا برکت اللہ بھوپالی مقیم برلن، چودھری فضل محمد بینوار، ڈاکٹر بشارت احمد، خواجہ عبد الحی فاروقی استاد التفسیر جامعہ ملیہ دہلی، ملک عبد القیوم بیرسٹر گوجرانوالہ، پروفیسر مولانا نیر واسطی، بھائی پرمانند اور چودھری ولی محمد گوہر ہیں۔ اخبار "ایمان" ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ کے صفحات ۷ اور ۸ پر "نظام نامہ سیرت کا دیباچہ" کے عنوان سے قاضی عبد المجید قریشی نے اپنے بارے میں لکھا:

"۱۹۲۵ میں ڈاکٹر صاحب کی کوششوں سے امرت سر میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس بلائی گئی جس میں علی برادران سے لے کر سر محمد شفیع تک اور جمعیتہ العلما سے لے کر قادیان تک کے تمام گروہ شامل تھے۔ اس کانفرنس کے نتیجے کے طور پر آل انڈیا تنظیم بنائی گئی۔ حاجی رحیم بخش اس کے صدر تھے، ڈاکٹر کچلو سکریٹری تھے اور میں نائب سکریٹری۔ تین سال کے عالم گیر جوش و خروش کے بعد مسلمانوں کی اس تنظیم کا یہ سب سے بڑا خواب ہمیشہ کےلیے پریشان ہوگیا۔

"اس تمام کشمکش کے دوران میں تمام وقت دفتر تنظیم کا ناظم تھا اور آخری سالوں میں روزنامہ تنظیم کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں مجھ سے زیادہ کسی بھی شخص کو یہ علم نہیں کہ امرت سر کی تحریک تنظیم کی ناکامی کے حقیقی اسباب کیا تھے؟

"۱۹۲۸ میں تحریک تنظیم ختم ہو چکی تھی، مگر امرت سر میں اس کی دو یادگاریں باقی تھیں، ایک ہفتہ وار اخبار "تنظیم" اور دوسرے تنظیم یتیم خانہ امرت سر۔ اس وقت میں نے ارادہ کیا میں ایسی کوشش کروں کہ جن رکاوٹوں کے باعث تحریک تنظیم فیل ہوئی ہے، ان سے دامن بچاتے ہوئے امرت سر میں تحریک تنظیم کی صحیح بنیادیں رکھ دی جائیں۔ اس ارادے کے ساتھ میں نے

اپنے ذاتی خیالات "تنظیم بواسطہ مساجد" کے مضمون میں ملک کے سامنے پیش کیے۔ یہ مضمون میرا ذاتی مضمون تھا۔ میرا مقصود یہ تھا کہ اخبار "تنظیم" کے ذریعے سے پچاس ہزار روپیہ جمع کر کے تنظیم یتیم خانہ امرتسر کو ایک تنظیم ٹریننگ سکول کی شکل دے دوں اور پھر ایسے مبلغ اور کارکن پیدا کرنے کا سامان کروں جو ہندوستان کے ہر گوشے میں مسلمانوں کی شرعی اور دینی تنظیم کا بیڑا اٹھالیں۔ میں نے اپنے اس منصوبے کے مطابق تنظیم یتیم خانہ امرتسر کی سپرنٹنڈنٹی کا بار اٹھایا اور صرف تین ہی مہینے کی کوشش سے قریباً دس ہزار روپیہ نقد جمع کر لیا۔ مگر افسوس یہاں پھر ایسے جھگڑے بروئے کار آئے جن میں میں نے محسوس کیا کہ میں کامیاب نہیں ہوں گا۔ اس واسطے میں مذکورہ بالا دونوں اداروں سے الگ ہوگیا۔ میرے بعد اخبار تنظیم بند ہوگیا اور سرمایہ کی آمد رک گئی اور آج امرتسر کی تحریک تنظیم کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

"(نوٹ) تقریباً دس ہزار روپیہ جو میں نے جمع کیا تھا وہ نصفا نصفی مسلم بنک امرتسر اور دی سنٹرل کواپریٹو بنک امرتسر میں میرے نام محفوظ تھا۔ مسلم بنک کا روپیہ ایک سعطی کی منظوری کے بعد ڈاکٹر اقبال مرحوم نے غازی نادرشاہ مرحوم کی امداد کے لیے افغانستان بھیج دیا اور کواپریٹو بنک کا روپیہ تنظیم یتیم خانہ امرتسر کو دے دیا گیا:

صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ میکشی
تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہوگئے

مرکزی سیرت کمیٹی کا قیام

جس پس منظر میں سیرت کمیٹی پٹی کا قیام عمل میں آیا اس کا ذکر بھی مذکورہ "نظام نامۂ سیرت کا دیباچہ"، میں کیا ہے لکھتے ہیں:

امرتسر چھوڑنے کے بعد میں برابر کئی مہینے مسلمانوں کی تنظیم پر غور کرتا رہا، اور آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسئلہ کا حل دریافت کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ۱۹۲۸ کے آخر میں مولانا سید کشفی صاحب نظامی رنگون سے پنجاب تشریف لائے اور آپ نے مجھے دوبارہ کام کرنے کی ترغیب دی اور اسلامیہ کالج لاہور میں ایک اہم مجلس شوریٰ بلائی جس میں لاہور کے تمام اسلامی اخباروں کے ایڈیٹر، کالج کے پروفیسر اور کئی معززین شامل تھے۔ اس مجلس میں میں

نے تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات پیش کیے اور اپنے سہ سالہ ذاتی تجربات کی روشنی میں مسئلہ تنظیم کا حل بتایا جسے تمام اصحاب نے خوش آمدید کہا۔ اس کے چند روز بعد کالجوں کے مسلم طلبا کی کوشش سے لاہور میں ایک زبردست جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں میں نے دوبارہ تفصیل کے ساتھ بتایا کہ وہ کون سے اصول ہیں جن پر میں دوبارہ مسلمانوں کی تنظیم کا کام کروں گا۔

"جب میں نے کام شروع کیا تو میرے پاس صرف تئیس روپیہ کا ذاتی سرمایہ تھا۔ کام جاری کرانے کے بعد سید کشفی شاہ صاحب نظامی رنگون تشریف لے گئے۔ (جزاہ اللہ احسن الجزاء) اور میں آج بھی منجدھار میں بہا جا رہا ہوں ..... تاریخی طور پر ..... ۱۹۲۹ء میں راقم الحروف نے ذاتی حیثیت سے پٹی میں "دفتر اشاعتِ سیرت" قائم کیا۔ پھر ۱۹۳۰ء میں اخبار نکالا اور اس کے ساتھ ایک کتب خانہ بڑھایا۔ ۱۹۳۲ء تک یہ تمام کاروبار "دفتر اشاعت سیرت" کے نام سے ہوتا رہا ... ۱۹۳۲ء میں میں نے پہلی مرتبہ پٹی میں مقامی سیرت کمیٹی بنائی، اور اس کے لیے اپنے دفتر سے ایک ہزار روپیہ سرمایہ بہم پہنچایا۔ پھر ۱۹۳۴ء میں ماتحت کمیٹیاں بنانے کی دعوت شروع کی اور اس کی کامیابی پہ اگلے سال ۴ جولائی ۱۹۳۵ء کو معززین لاہور کے اجتماع میں۔ (۱) آٹھ ہزار روپیہ نقد، (۲) اخبار ایمان، (۳) ۷۰ مجالس سیرت کا نظام پیش کر کے دعوت دی کہ ایک قومی بورڈ بنا کر اس تحریک کو چلایا جائے۔ لیکن اتفاق سے ملک سر فیروز خاں نون جو اس کام کے ذمہ دار بنائے گئے تھے، ہائی کمشنر ہو کر انگلستان چلے گئے۔ چونکہ باقی اصحاب نے ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا، اس واسطے اخبار اور کتب خانے کا کام میری ذمہ داری پہ بدستور جاری رہا۔"

قومی بورڈ کی تجویز

مذکورہ بالا اقتباس میں جس قومی بورڈ کا ذکر ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ قریشی مرحوم نے سر فیروز خاں نون وزیر تعلیم پنجاب کو خط لکھا اور انھوں نے ۴ اپریل ۱۹۳۵ء کو اپنے مکان پر معززین کا ایک اجتماع کیا۔ اس میں میاں عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لا سابق صدر بلدیہ لاہور، خان بہادر حاجی رحیم بخش، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش مدیر احسان، مولانا سید حبیب، مولانا عبدالمجید سالک، ملک لال دین قیصر، مولوی غلام محی الدین خاں سکرٹری

انجمن حمایت اسلام لاہور، میاں امیرالدین میونسپل کمشنر اور میاں فیروزالدین احمد میونسپل کمشنر وغیرہ نے شرکت کی۔ بانی تحریک سیرت نے اپنی مختصر سی تقریر میں کہا:

"سیرت کی تحریک اس اصول پر شروع کی گئی تھی کہ اس کام میں کسی قسم کا چندہ نہیں کیا جائے گا اور تحریک کے تمام کام اخبار "ایمان" اور کتب سیرت کی [illegible] خت سے پورے کیے جائیں گے۔ کام شروع کرتے وقت یہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ مجھے جس قدر [illegible] آمدنی حاصل ہوگی، اس میں سے پچاس روپے ماہوار ذاتی تنخواہ اور سٹاف کے ضروری اخراجات وضع کرکے باقی رقم قوم کے حوالے کر دی جائے گی۔ گزشتہ پانچ سال کا کام آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت بائیس زبانوں میں سیرت نبویؐ کا ترجمہ ہو چکا ہے اور شاہانِ اسلام سے عامۃ المسلمین تک تمام دنیا کے مسلمان تحریک سیرت کے کام سے متاثر اور مسحور ہیں۔ اس وقت "ایمان" کی اشاعت تین ہزار سے زائد ہے اور باوجودیکہ اخبار میں ایک سطر بھی اشتہار کی نہیں ہوتی، تاہم تمام اخراجات نکال کر اخبار کا مستقل منافع دو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ۶۲ سو روپے کا نقد سرمایہ میرے پاس موجود ہے۔ مجھے پٹی میں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جو میرے بعد اس کام کو جاری رکھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشاعتِ سیرت اور تنظیمِ ملت کا یہ مرکز عمل جس سے تمام دنیا کو فائدہ پہنچ رہا ہے، میرے بعد بھی جاری رہے۔ میری یہ آرزو ہے کہ اپنی زندگی میں اپنے کام کی بقا کا انتظام کر جاؤں اور اسی لیے آج آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ میں سرِ دست چھ ہزار روپیہ اور اخبار "ایمان" کامل طور پہ قوم کے حوالے کر رہا ہوں..."

قاضی عبدالمجید قریشی کی اس پیشکش کو تمام حاضرین نے سراہا۔ ملک لال دین قیصر نے کہا، "مجھے قریشی صاحب اکثر دفعہ ملتے رہے۔ میں انھیں ہمیشہ کہتا تھا کہ آپ اپنے ساتھ دوسرے معززین کو کیوں شامل نہیں کرتے؟ آپ ہمیشہ یہ جواب دیتے تھے، ملک صاحب! اس طرح کام میں حرج ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب انھوں نے مسلسل کام کیا تو ثابت ہو گیا کہ ان کا خیال صحیح تھا۔ آج میں دیانت داری سے اعتراف کرتا ہوں کہ میرا خیال غلط تھا اور اب میری رائے ہے کہ روپیہ اور کام سب کچھ انھیں واپس کر دیا جائے۔ یہ ان کے پاس بنکوں سے زیادہ محفوظ ہوگا..." اس پر مولانا عبدالمجید سالک نے کہا: "قریشی صاحب پانچ سال سے اس کام کو

اچھی طرح چلا رہے ہیں۔ وہ کسی سے چندہ نہیں مانگتے۔ انھوں نے ایک ایک پیسہ کرکے کفایت شعاری سے چھ ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔ ہمیں اس روپے کا کوئی علم نہیں، نہ اس پر ہمارا کوئی حق ہے۔ ہم نے زندگی بھر میں ایک بھی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ ایک شخص اپنا سب کچھ قوم کے حوالے کر دے میری رائے ہے کہ یہ سب کام قریشی صاحب پر چھوڑ دیا جاتے۔" (ایمان ۲/۱۱ مئی ۱۹۲۵ ص ۱۳،۱۴)

اس کے باوجود قریشی صاحب کے اصرار پہ ملک سر فیروز خاں نون اور میاں عبدالعزیز بیرسٹر پر مشتمل ایک بورڈ بنا دیا گیا۔ پیشتر ازیں کہ یہ بورڈ سرمایہ اور "ایمان" اخبار اپنی تحویل میں لیتا ملک صاحب انگلستان چلے گئے۔

گیارہ سال کی خدمات

مرکزی سیرت کمیٹی پٹی نے اپنے قیام کے بعد ابتدائی گیارہ برس میں اس کے بانی کے الفاظ میں حسب ذیل خدمات انجام دیں:

۱۔ تمام کرۂ زمین پر جلسہ ہائے سیرت کا نظام قائم کیا۔
۲۔ اکیس لاکھ کتب سیرت پچیس زبانوں میں شائع کرکے تقسیم کرائیں۔
۳۔ چار لاکھ قرآنی لکچر اور درس تین زبانوں میں پھیلائے اور پہنچاتے۔
۴۔ سات بیرونی ممالک میں تبلیغ کے لیے مبلغ بھیجے۔
۵۔ سات ہزار مساجد کو وقت کے مطابق کئی لاکھ اردو خطبے بہم پہنچائے۔
۶۔ نومسلم ہوم کے لیے پانصد ایکڑ اراضی وقف کرائی۔
۷۔ نظام سلور جوبلی کا سپاسنامہ پچیس زبانوں میں نشر کرایا۔
۸۔ چھ ہزار روپیہ مظلومین ترکی و فلسطین کو بھیجا۔
۹۔ ادارے نے دس ہزار روپیہ ذاتی فنڈ سے تبلیغ کے لیے وقف کیا۔

طاقت

۱۔ اس وقت مرکز کے تحت پانچ سو کمیٹیاں دنیا بھر میں تبلیغ کر رہی ہیں۔
۲۔ کمیٹی کا اخبار دو زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔
۳۔ تین ہزار مسجدوں میں کمیٹی کے اردو خطبے سنائے جاتے ہیں۔

۴۔ تحریک درسِ قرآن میں ایک لاکھ مسلمان روزانہ قرآن پڑھتے ہیں۔[1]

ہم یہاں سلسلہ وار ہر خدمت کا جائزہ لیتے ہیں:

جلسہ ہائے سیرت کا انتظام

مسلمان صدیوں سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے لیے ۱۲ ربیع الاول کی قید نہیں۔ ایسی محفلیں سارا سال ہوتی رہتی ہیں، لیکن سیرت کے جلسوں کا رواج اتنا قدیم نہیں۔ جب قاضی عبدالمجید قرشی نے دفتر اشاعتِ سیرت قائم کیا۔ اس زمانے میں بھی برصغیر کے بعض شہروں میں سیرت کے جلسے ہوتے تھے اور کہیں کہیں جلوس بھی نکلا کرتے تھے۔ انھوں نے ان جلسوں اور جلوسوں میں ایک نظم پیدا کیا اور انھیں بہت زیادہ فروغ دیا۔ وہ شرعی حیثیت سے نہیں بلکہ انتظامی سہولت کے لیے ۱۲ ربیع الاول پہ زور دیتے تھے۔ ۱۹۳۷ میں انھوں نے لکھا۔ "میری معلومات کے مطابق اس ایک دن میں تمام کائنات میں عملی طور پر سیرت نبوی کی اس قدر غیر معمولی اشاعت ہو جاتی ہے جو معمولی حالات میں پچاس سالوں کے اندر بھی نہیں ہوتی"۔ کسی ایک ۱۲ ربیع الاول کے جلسوں کی کارروائی پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اس بیان میں قطعی مبالغہ نہیں کیا۔ ان جلسوں کی ایک خصوصیت یہ تھی برصغیر کے طول و عرض میں ہر سال ان میں لاکھوں غیر مسلم شرکت کیا کرتے تھے اور ہر سال سینکڑوں غیر مسلم ان میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کیا کرتے تھے۔ کئی غیر مسلم ان میں نعتیں پڑھتے۔ ایسے ہی ایک جلسے میں مدراس میں تھمپا چاریہ نے حضورؐ کی شان میں ایک زوردار سنسکرت قصیدہ پیش کیا۔ ایک مسلمان نے اس کا تامل زبان میں ترجمہ سنایا۔ بعض مقامات پر ایک ایک جلسے میں چھ چھ زبانوں میں سیرت پاک پر تقریریں کی گئیں۔ یہ بات نہیں کہ برصغیر میں سیرت پر جتنے جلسے ہوتے تھے وہ مرکزی سیرت کمیٹی پٹی ہی منعقد کراتی تھی۔ کئی مقامات ایسے بھی تھے جہاں مقامی انجمنیں ان کا انتظام کرتی تھیں۔ اخبار ایمان کی ۱۷ جولائی ۱۹۳۸ کی اشاعت میں بمبئی میں ایک جلسۂ سیرت کی روداد چھپی ہے جو وہاں کی چوبیس انجمنوں نے متفقہ طور پر منعقد کیا اور جس میں

---

[1] ایمان ۲۵ نومبر / ۳ دسمبر ۱۹۴۰ ص ۱۵

نواب بہادر یار جنگ نے خطبۂ صدارت پڑھا اور مسٹر محمد علی جناح نے انگریزی زبان میں مختصر سی تقریر کی۔[۵۲]

کتب سیرت

قاضی عبدالمجید قرشی نے ۱۹۳۰ء میں سیرت کمیٹی قائم کیا اور دس سال کے عرصے میں سیرت کمیٹیوں کی معرفت ۲۱ لاکھ کتب سیرت ۲۵ زبانوں میں تقسیم کیں۔ ان زبانوں میں برصغیر کی معروف زبان کے علاوہ افریقہ اور برما کی بعض زبانوں میں ان کے تراجم شائع کیے سیرت نبوی کا جاپانی ترجمہ پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپ کر ٹوکیو میں مفت تقسیم کرایا اور اسلامی سوسائٹی ٹوکیو کو دیگر ہزارہا کتب مفت بھیجیں۔ سیرت کمیٹی رنگون نے مرکزی سیرت کمیٹی پٹی کی چھپوائی ہوئی کتابوں کے برمی زبانوں میں تراجم اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ۵۔۴۷۶ کی تعداد میں مفت تقسیم کیے۔ اشتہاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریر پیغمبر اسلام تیرہ زبانوں میں اور تقریر ہادی اسلام سولہ زبانوں میں چھپی تھی۔ ہم نے جن مطبوعات کو اوپر لکھا ہے، یہ دراصل ۳۲، ۳۲ یا کچھ زائد صفحوں پر مشتمل رسائل تھے جن میں مشاہیر کے مضامین اور تقریریں تھیں۔ قرشی صاحب کے اپنے لکھے ہوئے مضامین بھی تھے۔ انھوں نے چھبیس رسائل کو یکجا کر کے گیارہ سو صفحات کی ایک کتاب بھی شائع کی جس کی قیمت صرف دو روپے رکھی۔ اس کتاب میں دس ہندو فضلا کے علاوہ علامہ امیر شکیب ارسلان شامی، سید رشید رضا مصری، سید امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین، لارڈ ہیڈلے فاروق، ڈاکٹر خالد شیلڈرک، نواب صدر یار جنگ بہادر، مولانا سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر سر ضیاء الدین، سید نواب علی وزیر مالیات جونا گڑھ وغیرہ کے مضامین یا تقاریر بر سیرت تھیں۔

رسائل سیرت کے علاوہ سیرت کمیٹی نے اسلامی موضوعات پر متعدد رسائل شائع کیے۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ نے ڈاکٹر ضیاء الدین، حافظ محمد ابراہیم اور سید طفیل احمد پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے مسلمانوں کے افلاس پر ایک رپورٹ مرتب کی اور

---

۵۲ اخبار ایمان، جولائی ۱۹۳۸ء۔

اس کو طبع کرا کے اس کی قیمت چار آنے مقرر کی۔ سیرت کمیٹی پٹی نے صرف تین تین پیسے میں ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اسی طرح امیر شکیب ارسلان شامی کی اسباب زوالِ ملت ۴۸ صفحوں کی کتاب کی اشاعت بھی ہزاروں میں ہوئی۔ "انقلاب ہند اور مسلمان" ۶۸ صفحات کا رسالہ تھا۔ قیمت ایک آنہ (موجودہ چھ پیسے) پہلی بار آٹھ ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا اور ایک مہینے میں بالکل ختم ہو گیا۔ اسی طرح ۲۰۸ صفحے کی کتاب "اسلام زندہ باد" شائع کی۔ اس کی قیمت ایک روپیہ تھی۔ اس میں ستائیس حیرت انگیز اور روح پرور واقعات کا ذکر ہے، جن میں چار واقعات علامہ اقبال سے منقول ہیں۔ سیرت بکڈپو میں ایسی کتابیں بھی ملتی تھیں جو مرکزی سیرت کمیٹی کی شائع کردہ نہ تھیں، ان میں سے ایک قابلِ ذکر کتاب تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسین ایڈووکیٹ ایم ایل اے تھی۔ یہ کتاب مسلم لیگ کی ابتدا سے یوم نجات تک کی مکمل تاریخ ہے۔ ۱۹۰۷ سے ۱۹۳۹ تک مسلم لیگ کے ۲۶ سالانہ اجلاسوں کے استقبالیہ اور صدارتی خطبات، لیگ کے سولہ صدروں کے فوٹو بلاک صفحات ۶۰۰، قیمت ڈھائی روپے۔

قرآنی لکچر

۱۹۳۷ میں سیرت کمیٹی پٹی نے قرآنی لکچر کے نام سے تبلیغ قرآن کا کام شروع کیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ہر سال دس قرآنی لکچر شائع کیے جائیں گے اور یہ لکچر محصول ڈاک وصول ہونے پر مفت روانہ کیے جائیں گے۔ ۶۴ صفحوں کا پہلا لکچر "حقیقت دین" کے نام سے چار ہزار انگریزی میں شائع کیا گیا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ ۱۹۴۰ تک کئی قرآنی لکچروں کے تین زبانوں میں چار لاکھ نسخے شائع ہو چکے تھے۔ ان لکچروں میں علامہ رشید رضا کے مقاصد قرآن کے دس بے مثال لکچر بھی شامل تھے جنہیں بعد میں ۲۳۶ صفحات پر کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔

خطباتِ جمعہ و عیدین

۱۹۳۷ میں خیال پیدا ہوا کہ تنظیم مساجد کے لیے ضروری ہے کہ ان میں ایک ہی خطبہ جمعہ دیا جائے۔ تین سال میں سات ہزار ائمہ مساجد نے ان سے خطبات طلب کیے۔ یہ خطبات سال بھر ہفتے وار بھیجے جاتے تھے اور ان ۵۲ خطبات کے صرف آٹھ آنے (موجودہ پچاس پیسے)۔

وصول کیے جاتے تھے۔

دوسری جنگ عالم گیر میں کاغذ کی مہنگائی کے باعث اخبار ایمان کے سال ۱۱ نمبر ۸، ۹ کو خطبہ نمبر قرار دیا اور اس میں ۲۷ جون ۱۹۴۱ جمعہ سے ۷ ستمبر جمعہ تک خطبات شائع کیے، جن کے موضوع یہ ہیں: تیاری کا وقت، تعلیم اور مسلمان، راہ خدا کی قربانی، قیامت کے نشانات، قرآن اور مسلمان، عذاب نار کا نظارہ، ایمان کی تحریک، خطرناک پارٹی بندی، ہمارا کل اور آج، وعظ کی باتیں، فضول خرچی۔ اس طرح عیدین کے موقعوں پر خطبے شائع کیے جاتے۔

درس قرآن

۱۹۳۸ میں قاضی عبدالمجید قرشی نے درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا اور اخبار "ایمان" میں لکھا۔ "ہم آپ کو آٹھ آنے سالانہ میں چونسٹھ چونسٹھ صفحے کے بارہ رسائل بھیجیں گے۔ ہر رسالے میں تیس درس ہوں گے۔ ہر درس دو صفحے کا آسان تقریری شکل میں۔ ہر درس میں اوپر ایک آیت ہوگی اور نیچے صرف دو صفحوں میں ترجمہ اور تشریح۔ آپ گھر میں ایک وقت مقرر کر دیں کہ اس وقت گھر کا کوئی ممبر غیر حاضر نہ ہو۔ ایک جگہ فرش بچھا کر ہر روز ماں، بچے، بہن بھائی سب حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں اور آپ صرف چار منٹ میں انھیں روزانہ ایک درس پڑھ کر سنا دیا کریں، جس دن باپ نہ ہو، بیٹا مسندِ ہدایت پہ بیٹھے اور ایک درس پڑھ کر سنائے۔ ہر مسجد، ہر زنانہ اور مردانہ سکول اور اسلامی گھر میں ایک ایک آیت روزانہ سکھانے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔"

درس قرآن کا پہلا نمبر ساٹھ ہزار چھاپ کر پھیلایا گیا۔ دوسرا نمبر کتابی سائز کے ۱۲۸ صفحات پر شائع کیا گیا اور اس کی قیمت مع محصول ڈاک پانچ پیسے رکھی گئی۔ تیسری جلد ۱۱۲ صفحات پر چھپی۔ اس میں نمبر ۱۰۱ سے ۱۵۲ تک کل ۵۲ درس ہیں۔ یہ کتاب ۱۰ جون ۱۹۳۹ کو شائع کی گئی۔ چوتھے نمبر میں ۱۵۳ سے ۲۱۷ تک اور پانچویں میں ۲۱۸ سے ۲۸۶ تک ۹۶ درس ہیں۔ یہ پانچویں جلد ۷ اکتوبر ۱۹۴۰ کو شائع کی گئی اور اس میں ۹۶ صفحات ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب درسوں کی تعداد ۳۶۵ ہوگئی تو دو پاروں کی یہ تفسیر ۶۲۵ صفحات پر یک جا شائع کر دی گئی اور اس کا ہدیہ سوا روپیہ رکھا گیا۔

اخبار "ایمان"

سیرت کمیٹی پٹی کا ترجمان پندرہ روزہ اخبار "ایمان" تھا۔ اس کا پہلا نمبر جولائی ۱۹۳۰ کو شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر قاضی عبدالمجید قریشی، ان کے آفس سکریٹری حمید انور، اور پھر سے قاضی موصوف رہے۔ اس کا گجراتی ایڈیشن بھی شائع ہوتا تھا۔ کئی جگہ اس کے انگریزی اور ہندی ایڈیشن شائع کرنے کا اشتہار بھی دیکھا ہے۔ نہ معلوم اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ جنگ عالم گیر کے زمانے میں بھی یہ اخبار چار ہزار کی تعداد میں ڈمی کاغذ پر ۶ صفحوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس پر لاگت پانچ پیسے آتی تھی اور چار پیسے میں بیچا جاتا تھا اور یہ چار پیسے بھی بعض شاخیں مار لیتی تھیں۔ اس میں اشتہار نہیں چھپتے تھے۔ ایک موقع پر بانی تحریک سیرت نے لکھا کہ "اگر اخبار باقی نہ رہا تو تحریک اپنے آپ فنا ہو جائے گی۔" اس اخبار کی اشاعت اور علاقہ اشاعت کئی اردو روزناموں سے زیادہ اور وسیع تر تھا۔

بیرونی ممالک میں مبلغ

"کئی اسلامی ملکوں اور بادشاہوں کے پاس مبلغ اسلام بھیجے گئے۔ ایک مبلغ افغانستان بھیجا گیا۔ ایک مبلغ عراق و مصر بھیجا گیا۔ ایک مبلغ ابیسینیا و جاپان کے لیے تیار رہے اور دو گریجویٹ موٹر سائیکل پر تمام کرۂ زمین کے گرد تبلیغی سفر کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ سیرت کمیٹی نے سلطان ابن سعود کے پاس ایک سفیر بھیجا تھا جس کی کوشش سے سلطان نے حاجیوں کے لیے جملہ اخراجات حج میں ۲۵ فی صد خرچ معاف کر دیا۔"[۵۳]

فلسطین فنڈ

قاضی عبدالمجید قریشی تحریک سیرت کو بغیر کسی چندے کے چلاتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے مداحین کے زور دینے پر انھوں نے فلسطین کے مسلمانوں کی امداد کے لیے رقوم وصول کیں۔ ایمان کی ۳۰ اگست ۱۹۳۹ میں ہے کہ کل ۷ ۱۱۴ روپے ۴ آنے جمع ہوئے جو سب بھیج دیے گئے۔

پانسو ایکڑ اراضی کا عطیہ

موضع کچھی (حیدر آباد دکن) کی پانسو ایکڑ اراضی کا حق تولیت محترمہ منۃ الوہاب صاحبہ کی

---

۵۳ کتابچہ "تقریر سیرت" کا آخری صفحہ

طرف سے راقم الحروف (قاضی عبدالمجید قرشی) کے سپرد کیا گیا تھا۔ اب خاکسار نے اس کے لیے ایک باقاعدہ کمیٹی بنا دی ہے جس کے صدر شیخ عبداللہ احمد صاحب التواری بازار امراؤتی اور سکریٹری جناب محمد عبدالستار صاحب مراد منزل حیدر آباد دکن مقرر کیے گئے ہیں۔ آئندہ زمین کے ساتھ سیرت کمیٹی پٹی یا راقم الحروف کا متولی کی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا بلکہ صرف کمیٹی مذکور زمین کا انتظام اور نومسلموں کی آبادی کی ذمہ داری ہوگی"۔[۴]

چھاپہ خانہ کی تجویز

۱۹۴۰ء میں بانیِ تحریک سیرت نے مرکزی تبلیغی مطبع کے قیام کی سکیم پیش کی اور لکھا کہ:

"سیرت کمیٹی اس وقت پچیس ہزار درس قرآن، سات ہزار اردو خطابات اور دو زبانوں میں اخبار "ایمان" چھاپ رہی ہے۔ ہزارہا کتب سیرت اور دوسری تصانیف اس کے علاوہ ہیں۔ ان تمام تالیفات کی طباعت پر کمیٹی کو ہر مہینے تین سو روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اسی خرچ میں ایک پورا مطبع چل سکتا ہے۔ اس مطبع کے لیے پچیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ کہ ایک دن مقرر کرکے اگر درسِ قرآن کے پچیس ہزار خریدار کم از کم ایک ایک روپیہ خود یا جمع کرکے بھیج دیں تو غریبوں کی کوشش سے بھی صرف ایک دن ہی میں یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔"

اس تجویز پر صرف ایک سال میں چار ہزار آٹھ سو اکیس روپے ساڑھے تیرہ آنے جمع ہو گئے"۔[۵]

سیرت کمیٹیاں

سیرت نبوی ؐ کے جلسے تو بعض جماعتیں کئی سال پہلے سے کرتی رہتی تھیں، مگر ایک ایسی جماعت جس کا کام ہی اشاعت سیرت ہو اور وہ سارا سال یہی کام کرتی رہے، پہلی مرتبہ قصبہ پٹی میں ۱۹۳۲ء میں قائم ہوئی۔ اس جماعت کے سادہ سے نام (یعنی سیرت کمیٹی پٹی) نے اُسے مقبول عام بنانے میں بڑا کام کیا۔ ۱۲/۱۳ نومبر ۱۹۳۶ء کے اخبار ایمان کے صفحہ ۱۱ پر نظام سیرت کا دستور العمل اور پروگرام شائع ہوا۔ جب برصغیر کے ہر صوبے میں سیرت کمیٹی پٹی کی کئی کئی

---

[۴] ایمان ستمبر ۱۹۳۴ ص ۳

[۵] ایمان ۱۵/۲۲ جون ۱۹۴۱ ص ۱۴۔

شاخیں کھل گئیں تو تنظیمی سہولت کے پیش نظر ۱۹۳۸ میں صوبائی تنظیموں کا آغاز کیا گیا[۵۶]
اگلے سال بارہ شقوں پر مشتمل "سیرت کمیٹی پٹی کا نظام نامہ" شائع کیا گیا[۵۷]
دو ماہ بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۳۹ کے ایمان میں نو شقوں پر مشتمل "ماتحت کمیٹیوں کے لیے ضمنی قواعد"
شائع کیے گئے۔ اس وقت برصغیر اور بیرونی ملک میں سیرت کمیٹیوں کی تعداد پانسو تھی۔

بانیِ تحریک سیرت کے سفر

قاضی عبدالمجید قرشی نے تحریک کے سلسلے میں متعدد سفر کیے۔ ان کے اخبار "ایمان" کی جلد ۸ کے صرف سات پرچوں سے ان کے چار طوفانی سفروں کی دلچسپ تفصیل کا علم ہوتا ہے، جس طرح ان کی تحریروں میں نپے تلے الفاظ ہوتے تھے اسی طرح ان کا کوئی قدم بھی تفاصیل طے کیے بغیر نہ اٹھتا تھا۔ انھوں نے اپنے ایک دورے کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

"تحریک سیرت کی دوسری منزل کا کام شروع کیا جا رہا ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ نظام سیرت کے ذریعے دینی بنیادوں پر مسلمانوں کی صوبے واری تنظیم کی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے میں ہندوستان بھر کے بڑے بڑے شہروں کا ایک دورہ کرنا چاہتا ہوں ... میرے دورۂ ملک کا مقصدِ اصلی یہی ہے کہ ہر ایک صوبے میں مبلغینِ اسلام کی مستقل جماعت مہیا کی جائے، جو صوبجاتی سیرت کمیٹی سے تنخواہ پائے اور عام مسلمانوں سے کسی قسم کا کرایہ یا نذرانہ لیے بغیر سارا سال اپنے صوبے کے مسلمانوں کی دینی تنظیم کے لیے ایک نبی اور ایک ملت کے اصول پر ایک پراونشل کمیٹی قائم کریں ...

دورے کی ترتیب میں پنجاب و سرحد، یوپی اور سی پی، بہار، اڑیسہ، جنوبی ہند، بمبئی، سندھ، آخر میں بنگال اور برما رکھا گیا ہے سفر کے جملہ اخراجات سیرت فنڈ سے ادا کیے جائیں گے اور ہر صوبے کے مسلمانوں سے تحریک کے مقاصد پیش کرنے کے سوا کسی قسم کا چندہ یا امداد قبول نہ کی جائے گی"[۵۸]

پہلا سفر بیس روز کا تھا۔ دوسرا سفر آگرہ، جھانسی، بمبئی، ناگپور، مومن پورہ، کامٹی، اکولہ پھر بمبئی کا کیا۔ تیسرا سفر ناگپور، امراؤتی، بدنیرہ اور جبل پور کا تھا۔ ان میں سے بمبئی کے

---

۵۶ ایمان ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء، ص ۲
۵۷ ایمان ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۷ تا ۱۰
۵۸ ایمان ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء

حالات کا ایک مختصر سا حصہ ہم اخبار "ایمان" کی ۳۰ جولائی ۱۹۳۸ کی اشاعت سے یہاں نقل کرتے ہیں:

" ۲۷ جولائی کو بمبئی پہنچا تاکہ قرآنی مدرسہ کا افتتاح کروں۔ یہاں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی شرمندگی کو میں ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ بمبئی میں افتتاح مدرسہ کے لیے جو پوسٹر شائع ہوئے ان میں لکھا تھا کہ حضرت علامہ مولانا عبدالمجید قرشی ۔ ۔ مدرسہ کا افتتاح کریں گے، حالانکہ میں مولانا ہونے سے کوسوں دور ہوں اور علامہ ہونے کی تہمت آج تک ایک مرتبہ بھی ہوا نہیں لگی، اور حضرت کہنا تو ایک ایسا اونچا درجہ ہے کہ جس کو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ باقی رہا خدمتِ دین کا کام تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ خداوند تعالیٰ بعض دفعہ کسی فاسق و فاجر آدمی سے بھی اپنے دین کی تائید کرا لیتا ہے۔ یقین کیجیے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ صرف میرے ہی لیے ہے۔

مسٹر جناح سے شرفِ نیاز

۴ جولائی ۱۹۳۸ کو مسٹر جناح سے شرف نیاز حاصل کیا۔ جناب عثمان قاسم صاحب اور قریشی نظام الدین صاحب سکریٹری سیرت بورڈ احمد آباد ساتھ تھے۔ یہ دلچسپ اور پر محبت ملاقات سوا گھنٹے تک جاری رہی۔ سوال زیر بحث یہ تھا کہ ہم مسلمانوں کو کس طرح اقوام عالم کے مقابلے پر لا کھڑا کر سکتے ہیں۔ گفتگو کی دلچسپی اور مسٹر جناح کی اخلاقی عظمت کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ صاحب موصوف کھانے کے لیے بھی نہیں گئے۔ آپ نے وہیں دفتر میں کھانا منگوایا۔ جہاں تک میرا خیال ہے مسٹر جناح کا دل و دماغ، آنکھیں، زبان اور کان پوری طرح زیر بحث گفتگو میں منہمک تھے۔ اس واسطے یہ کہنا نہایت ہی مشکل ہے کہ اس دن مسٹر جناح نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ تفصیلات سننے کے بعد بزرگ محترم نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور اپنی انگشتِ شہادت سے دماغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جو کچھ آپ چاہتے ہیں میں پوری طرح سمجھ گیا۔ میرے لائق کوئی خدمت؟ میں نے عرض کیا، صرف مشورہ کرنا مقصود تھا۔ چندہ ہم لیتے نہیں، جلسوں کا ابھی ہمارے لیے موسم نہیں آیا۔ مرکزی سیرت کمیٹی نے اپنے پاس سے دو ہزار کی کتب سیرت برادرانِ بمبئی کی خدمت میں پیش کی ہیں کہ ان کی فروخت کے دو ہزار روپے سے دفتر سیرت قائم کر دیا جائے گا۔ یہ کام ہو گیا تو میں پھر حاضر ہوں گا تاکہ دفتر کا افتتاح کر کے کام شروع کر دیا جائے۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے متعلق اہم گفتگو ہوئی۔ جب میں نے رخصتی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میرے دل نے آواز دی محمد علی جناح زندہ باد۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ مسٹر جناح نے میری اس قلبی دعا کو سنا، یا نہیں [59]

چوتھا سفر اگست ۱۹۳۸ میں یو پی کا کیا گیا - ۱۹ کو رہتک پہنچے - یہاں مجلس شوریٰ میں انھوں نے مقاصد سیرت پر تقریر کی - شام کو جلسۂ عام سے خطاب کیا - حافظ منور علی صدیقی، قاری محمد صدیق صدیقی، حاجی الہ دین، پیر رحمت اللہ اور حافظ محمد عمر صاحبان کا قریشی صاحب نے "ایمان" میں خصوصی ذکر کیا ہے - ۱۹ کو دہلی پہنچے - یہاں لطیف الرحمن صدیقی اور سید سعید احمد نقوی ان کے ساتھ ان کی تقریر سننے میرٹھ تک گئے - میرٹھ میں جلسۂ عام، مجلس شوریٰ اور فیض عام ہائی سکول میں انھوں نے تقریریں کیں - ۲۲ کو علی گڑھ پہنچے - وہاں شیخ عطاء اللہ لکچرر شعبہ معاشیات ان کے میزبان ہوئے - مولانا شیخ شفیق حسن ان کے معلم تھے - وہاں ڈاکٹر سید شاہ سلیمان وائس چانسلر، پروفیسر اے بی اے حلیم، ڈاکٹر ظفر الحسن، ڈاکٹر عابد امجد علی، جناب عمر الدین لکچرر، جناب الطاف حسین سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشنل کانفرنس مولانا اکرام اللہ خاں ندوی مدیر کانفرنس اور پروفیسر عبدالعزیز صاحبان سے ملاقاتیں ہوئیں - یونین ہال میں "مسلمانوں کا نصب العین" اور اسلام کی نشاۃ کے عنوان پر دو تقریریں کیں - علی گڑھ میں تین دن بڑے ہی مصروف گزارے -

بلوچستان کا دورہ

قاضی عبدالمجید نے ۱۹۴۲ میں بلوچستان کا تبلیغی دورہ کیا - یہاں کام کرنے کے لیے انھیں وسیع میدان ملا، اور فیصلہ کیا کہ کوئٹہ کو مرکز بنا کر سرحد، سندھ اور بلوچستان کے مسلمانوں کی دینی تنظیم کی جائے - وہ تن تنہا ہجوم مسائل سے کس طرح عہدہ برآ ہوتے تھے، اس کا اندازہ ان کی جامع مسجد کوئٹہ کی ایک تقریر سے ہوتا ہے جو ۵ ستمبر ۱۹۴۲ کے "ایمان" میں پوری نقل ہوئی ہے - اس تقریر کے مطالعہ سے قاضی عبدالمجید قریشی کا طریق کارکردگی اور ان کی سیرت کے کئی پہلو ہی نہیں بلکہ وہ خود اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں - تقریر یہ تھی :

---

[59] ص ۱۰ - نمبر ۱۰۵۳ - مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۹ء

حضرات! پہلے دن جبکہ میں کوئٹہ آیا، بعض اصحاب نے مجھے پھولوں کے ہار پہنائے۔ مگر میں نے ایک لمحے کے لیے بھی ان ہاروں کو قبول نہ کیا۔ میں اپنی بساط سے خوب واقف ہوں۔ میں نے کوئی خدمت نہیں کی اور اس کے لیے میں کسی بھی عزت و نمائش کا مستحق نہیں ہوں۔ پھر جب میں نے اسی مسجد میں پے درپے تقریریں کیں اور عوام کے دل پر درد دل کی کمندیں پھینکیں تو عام لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید یہ مفرور سچا نکلے، لیکن اس کے چند ہی روز بعد جب میں نے درس قرآن اور کتب سیرت کی فروخت شروع کردی تو کئی جلد باز طبیعتوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ میں ایک کتب فروش ہوں اور صرف سیم و زر کی فراہمی کے لیے کوئٹہ میں وارد ہوا ہوں۔ آج تک میں نے اس الزام کا ایک ہی جواب دیا ہے اور وہ یہ کہ جس دن میں کوئٹہ سے رخصت ہوں گا، آپ صاحبان کو معلوم ہو جائے گا کہ میں یہاں کی کتب فروشی سے کتنا روپیہ اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں۔ کل میں پندرہ دن کے لیے کوئٹہ سے واپس جارہا ہوں، اس لیے آج اپنے آمد و رفت کا حساب مسلمانوں کے سامنے پیش کروں گا۔

حضرات! میری زندگی میں تیسرا موقعہ ہے کہ میں نے ایک کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے تبلیغی بیت المال یا مطبع کا فیصلہ کیا تھا۔ قبل اس کے کہ میں لوگوں کو دعوت دیتا، میں نے اپنے محاسب سے کہا، میری آمد و خرچ کا حساب کرو، اور میرا تمام قرض ادا کردو۔ حساب کے بعد معلوم ہوا کہ میرے گھر میں تمام نقدی ایک سو روپیہ اور چند آنے ہیں۔ میں نے یہ پوری رقم دے دی۔ اس دن میری جیب میں چائے کے لیے ایک آنہ بھی موجود نہ تھا۔ دوسری مرتبہ میں نے پاکستان کی تحریک کا فیصلہ کیا۔ اس دفعہ بھی میں نے تمام آمد و جمع کا حساب کرایا اور جتنا بھی روپیہ میرے گھر میں یا میری جیب میں موجود تھا وہ سب میں نے فنڈ میں دے دیا۔ اس دفعہ پھر میری جیب میں ایک پائی تک نہ تھی۔ آج یہ تیسرا موقعہ ہے کہ میں اللہ کے گھر میں اسی مسجد کے اندر بلوچستان میں تبلیغ اسلام کی خدمت کا فیصلہ کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ آپ صاحبان کے سامنے دو چیزیں پیش کروں۔ میں اپنی تقریروں میں انجمن وطن، جمعیۃ العلما، احرار اور مسلم لیگ وغیرہ جماعتوں پر کچھ نہ کچھ تنقید کرتا رہا ہوں۔ میں اپنی گفتگو کی تلخی کے لیے ہر ایک جماعت اور ہر ایک مسلمان سے معافی چاہتا ہوں۔ اگر جمعیۃ العلما والوں کو مجھ سے کچھ بھی شکایت

ہو تو میں ان سے معافی مانگتا ہوں وہ مجھے معاف کر دیں۔ میں علمائے کرام کا خادم ہوں۔ اگر انجمن وطن اور دوسرے آزاد خیال دوستوں کو کبھی مجھ سے رنج پہنچا ہو تو میں ان سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ میں انھیں اپنا اسلامی بھائی ہی سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھے اپنا بھائی سمجھیں گے۔ میں مسلم لیگ کا ہم خیال ہوں۔ اگرچہ میں سیاسیات میں حصہ نہیں لیتا ہوں، اس لیے میں کارکنان لیگ سے معافی نہیں مانگتا، بلکہ اپنی پارٹی کی حیثیت سے میں ان پر یہ حق رکھتا ہوں کہ وہ میرے الفاظ کی لاج رکھیں۔

برادرانِ اسلام! قبل اس کے کہ میں اپنے تبلیغی پروگرام کا اعلان کروں میں حاجی فضل الٰہی صاحب سے اس مسجد خدا میں سوال کرتا ہوں۔

مقرر: حاجی صاحب اب تک کتنے روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں؟

حاجی صاحب! کل چھ سو نوّے (۶۹۰) روپے کی نقدی اب تک وصول ہوئی ہے۔

میں یہ تمام رقم اللہ کے لیے تبلیغ اسلام کی خاطر وقف کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کتابوں کی قیمت کے تیس[۳۰] روپے مستونگ سے قابلِ وصول ہیں۔ یہ بھی اللہ کے لیے دیے۔ تیس روپے قاضی حفیظ الدین صاحب سے، پچاس روپے ارباب کرم خاں سے، ایک سو پچاس روپے قاضی محمد عیسیٰ خاں صاحب سے، بیس روپے میاں نصیر الدین احمد صاحب سے، بیس روپے نواب صاحب رئیسانی (وغیرہ وغیرہ) سے کتابوں کی قیمت قابل وصول ہے۔ میں یہ تمام رقم اللہ کے لیے تبلیغ اسلام کی نذر کرتا ہوں۔ جب میں گھر سے چلا تھا تو پچھتر روپے ساتھ لایا تھا۔ ان میں سے جو کچھ باقی ہے، وہ بھی میں نذرِ اسلام کرتا ہوں۔ حاجی صاحب! یہ رقم گن لیجیے (گننے سے یہ رقم چودہ روپے ۱۰ آنے نکلی) اب میرے گھر کی دولت صرف میری کتابیں ہیں۔ میں نے آج یہ تمام کتابیں بھی مسجد کے دروازے کے سامنے لا کر رکھ دی ہیں۔ یہ تین سو روپے کی کتابیں ہوں گی۔ اب یہ کتابیں بھی اللہ کا مال ہے۔ (تمام اعلان کردہ رقوم کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جملہ رقوم کی میزان ایک ہزار پانسو دس (۱۵۱۰) روپے ساڑھے دس آنے ہے)

اس کے بعد مقرر نے کہا: حضرات! آپ کلمہ پڑھیں۔ جب تمام مسجد ذکر کلمہ شہادت سے گونج اٹھی تو مقرر نے کہا میں دو مہینے سے کوئٹہ میں ہوں، میں نے ایک پائی گھر نہیں بھیجی اور اب

ایک پائی فروخت کتب کی میرے پاس نہیں رہی - اس سلسلے میں جتنا نقد، جتنا ادھار اور جتنی بچت تھی، وہ سب میں نے آج بلوچستان میں تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر دی ہے۔

ہماری اس تحریک کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہوگا، نہ بالواسطہ، نہ بلاواسطہ میری ڈکشنری میں اطاعت و اشاعتِ قرآن، اطاعت و اشاعت رسول اور قیام ارکان کے سوا کوئی چوتھا لفظ موجود نہیں ہے - ارادہ یہ ہے کہ یہاں چھ سو روپیہ ماہوار مسلمانوں کو پابند مذہب بنانے پر خرچ کیا جائے گا - دو سو روپے ماہوار کے مبلغ رکھے جائیں گے جو بلوچستان کے قصبات دیہات میں سارا سال گشت لگائیں گے اور مسلمانوں کو ایک مرکزِ دین پر جمع کرنے کی دعوت دیں گے، مبلغین سے معاہدہ لیا جائے گا کہ وہ موجودہ سیاسیات میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کریں گے اور نہ کسی بھی قبائلی، مذہبی یا سیاسی جماعت کے مخالف پراپیگنڈا کریں گے - ایک سو روپیہ مرکزی سیرت کمیٹی کے ایک کارکن کو دیا جائے گا، جو وہاں پٹی میں میری غیر حاضری میں کام کرے گا - باقی سو روپیہ ماہوار میں یہاں ایک دینی اور تبلیغی کلاس قائم کی جائے گی جس میں تمام بلوچستان سے منتخب کارکنوں، نوجوانوں اور با احساس ائمہ مساجد کو بلایا جائے گا، اور پندرہ بیس دن میں ٹریننگ کر کے اپنے اپنے مرکزوں میں بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ وہاں تنظیم مساجد کا کام سیرت کے پروگراموں کے مطابق انجام دیں - وہ زندہ دل کارکن جو ہم سے ٹریننگ لے کر اپنے اپنے مقامات میں واپس جائیں گے دینِ حق کے رضاکار ہوں گے - وہ ہم سے وابستہ رہ کر اپنے اپنے حلقۂ عمل میں ایک ہی پروگرام پہ عمل کریں گے - اس تمام کوشش سے ہمارا مقصودِ اصلی صرف یہ ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور ان کی اجتماعی زندگی درست ہو جائے۔ یا اللہ! ہمارے ارادوں کو برکت دے۔"

تحریکِ پاکستان سے تعاون

تحریک سیرت کا سیاسیات سے جس قدر تعلق تھا اس کا اندازہ مولانا احمد سعید (مرحوم) ناظم جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے اس خط سے ہوتا ہے جو انھوں نے قاضی عبدالمجید قریشی کو لکھا:

محترم قریشی صاحب! سلام مسنون

گرامی نامہ کا شکریہ۔ تفصیلی جواب تو پھر کسی وقت عرض کروں گا لیکن مجھے اس وقت صرف اسی قدر عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ مرکزی سیرت کمیٹی (اگر کوئی مرکز ہے) کا رویّہ غیر جانبدارانہ نہیں ہے، بلکہ مرکزی سیرت کمیٹی کا لٹریچر عام طور سے مسلم لیگ کی پالیسی کی حمایت کر رہا ہے بلکہ سیرت کمیٹی سے مسلم لیگ کی نشوونما کا کام لیا جا رہا ہے۔ جماعت بنانے وقت یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ لیکن یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ جماعت کو مضبوط کرنے کے بعد وہی جماعت اس دعویٰ کو فراموش کر دیتی ہے۔

آپ کا مخلص

فقیر احمد سعید۔ کان اللہ لہٗ

اس کے جواب میں قریشی موصوف نے لکھا کہ:

"سیرت کمیٹی نے جماعتی حیثیت سے کبھی عملی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا۔ کسی امیدوار اسمبلی کے موافق یا مخالف فیصلہ نہیں کیا۔ کبھی کسی الیکشن میں اپنا امیدوار کھڑا نہیں کیا۔ کبھی لیگ یا کانگریس کے حق میں یا خلاف کوئی ریزولیوشن پاس نہیں کیا۔ رہی نظری سیاست تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ چونکہ نظامِ سیرت اور مسلم لیگ دونوں جماعتیں مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کے نظریہ میں متحد ہیں اور راقم الحروف بھی مسلم لیگ کا ہم خیال ہے اور مسلمانوں کی بہت غالب اکثریت بھی مسلم لیگ کی حامی ہے، اس کے علاوہ نظامِ سیرت کے چلانے والے ۹۵ فیصدی مسلم لیگی ہیں، اس واسطے یہ قدرتی بات ہے کہ ہم لوگ جب بھی اپنی جگہ پر کسی عام ملکی واقعہ کی توضیح کریں گے تو ہماری یہ توضیح مسلم لیگ کے نظریے سے بہت زیادہ قریب ہوگی"[ل۹]

جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ اسلام سے سیاست کو جدا نہیں کر سکتے تو سیرت کمیٹی کے لیے سیاست کو کیوں شجرِ ممنوعہ قرار دیتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا:

"قرآن کریم یا سیرت نبوی میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ

ل۹ اخبار ایمان ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ ص ۴

ایک مسلمان بحیثیت غلام کس طرح زندگی بسر کرے۔ قرآن اور سیرت آپ کو یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ بہترین آزاد حکومت کس طرح قائم کر سکتے ہیں مگر وہ آپ کو یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ سرکار انگریزی کے بہترین غلام بن کر کس طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جب قرآن اور سیرت نبوی میں غلامانہ زندگی بسر کرنے کے متعلق سرے سے کوئی ہدایت ہی موجود نہ ہو تو فرمائیے کہ میں اس غلامانہ سیاست کے پروگرام کو سیرت کمیٹی کے مقاصد میں کیسے شامل کر لوں؟ مختصر یہ کہ قرآنی سیاست جو انسانوں کو ایک خدا کا غلام بناتی ہے سیرت کمیٹی کے پروگرام میں شامل ہے۔ مگر انڈیا ایکٹ کی سیاست جس کا آخری نتیجہ صرف یہی ہے کہ ہم ایک قاعدے کے ساتھ غلامانہ زندگی بسر کریں، سیرت کمیٹی کے مقاصد میں شامل نہیں[۱۱]

ذاتی حیثیت سے وہ پانچ صوبوں پر مشتمل پاکستان کی بجائے مسلم فیڈریشن کے حامی تھے جس میں اس علاقے کے علاوہ بنگال اور مسلم ریاستیں بھی شامل ہوں، ۱۹۳۹ میں ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں متعدد سکیمیں پیش کی گئیں۔ ان میں سے وہ سر سکندر سکیم کو زیادہ اچھا سمجھتے تھے ۱۹۴۰ کو مسلم لیگ کے اجلاس لاہور کے موقع پر انھوں نے کارکنان سیرت سے گزارش کی کہ وہ اس میں شریک ہوں[۱۲]

یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے جماعتی حیثیت سے ایک سیاسی اجلاس میں شرکت کی۔ وہ قرارداد لاہور کے حامیوں میں سے تھے، مگر پنجاب مسلم لیگ کی سست روی کو دیکھ کر انھیں زیادہ امید نہیں تھی کہ یہ جماعت پاکستان کو آزاد کرا سکے گی۔ ۹ دسمبر ۱۹۴۰ کو میری ان سے پٹی میں ملاقات ہوئی۔ میں نے اس روز کی ڈائری میں لکھا تھا "قریشی صاحب کا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو اپنے نصب العین کا خیال چھوڑ دینا چاہیے اور کچھ عمل کرنا چاہیے کیونکہ عملی دنیا خیالی دنیا سے بہت دور ہے"۔ اس ملاقات سے اہم ترین بات جو زیر بحث آئی وہ "پاکستان" نام سے ایک انگریزی روزنامہ کا اجرا تھا۔ اس کے لیے تو قریشی صاحب اپنے آپ کو آمادہ نہ کر سکے، البتہ اسی نام سے اردو روزنامہ پر ہم نے انھیں آمادہ پایا اور فیصلہ کیا کہ ابتدا میں یہ ہفت روزہ یا دس روزہ

---

[۱۱] ایمان ۱۵ اپریل ۱۹۳۹، ص ۱۱، ۱۲

[۱۲] ایمان ۱۵ مارچ ۱۹۴۰، ص ۸

ہو اور امرتسر سے نکالا جائے ـــــ اس بات چیت کے ایک ماہ چھ دن بعد انھوں نے 'ایمان' کی ۱۵ جنوری ۱۹۴۱ کی اشاعت کا اداریہ "ایمان کی بجائے پاکستان" لکھا اور لکھا کہ ہمارے ایک معزز اور قابلِ اعتماد دوست امرتسر سے اخبار "پاکستان" نکال رہے ہیں ہم نے ان کی یہ خواہش قبول کر لی ہے کہ اخبار "ایمان" کے قارئین کو ایک مہینہ 'ایمان' نہ بھیجا جائے نہ شائع کیا جائے اس کی بجائے اخبار "پاکستان" بھیجا جائے ۳۰ مارچ ۱۹۴۱ کے "ایمان" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اخبار کا پاکستان نمبر پچاس ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا جائے گا جن میں سے دس ہزار شائع ہو چکے ہیں۔ ۲۵ جون ۱۹۴۱ کے "ایمان" میں 'پاکستان' کا التوا کی خبر شائع ہوئی، اس میں بتایا گیا کہ جنگ کی نزاکت، کاغذ کی گرانی اور اخبار "پاکستان" کے ڈیکلیریشن کی منظوری کے لیے پانسو روپے نقد زرِ ضمانت کی طلبی کے باعث اخبار کا اجرا ملتوی کر دیا گیا ہے۔[۱۳]

وفات

مولانا عبدالمجید قریشی ۱۹۴۷ میں پٹّی سے لاہور آ گئے۔ وہ دفتر کا پورا ریکارڈ بھی ساتھ نہیں لا سکے۔ آبادی کی نقل مکانی اس کثرت سے ہوئی کہ اگر دفتر میں لکھے ہوئے پتے بھی دست یاب ہو جاتے تو پتوں پر آدھے بھی خطوط نہ پہنچ سکتے۔ راقم الحروف سے ان کی آخری ملاقات ۱۹۴۸ کے آخر میں ہوئی۔ یہ میکلوڈ روڈ پر دفتر "زمیندار" کے سامنے والی بالائی منزل میں رہتے تھے۔ ان کے عزائم میں ایک عزم یہ تھا کہ "اسلامی یونیورسٹی" قائم کی جائے جس میں علم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے کہ علما و مبلغین کسی کے محتاج نہ رہیں۔ یہ سکیم پرانی تھی اور اس کے لیے ایک سرکاری ملازم جناب فتح محمد شیفتہ نے اپنے ضلع جالندھر میں زمین کی پیشکش بھی کی تھی۔ قریشی صاحب چاہتے تھے کہ وہ جمع شدہ سرمایہ سے پاکستان میں ایسی یونیورسٹی قائم کریں۔

وسط مارچ ۱۹۴۹ میں غالباً ان کے ایک نجی ملازم نے انھیں قتل کر دیا۔ روزنامہ "امروز" لاہور کی ۴ اپریل کی اشاعت میں سٹاف رپورٹر کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی۔

"معلوم ہوا ہے کہ مولوی عبدالمجید قریشی مدیر اخبار "ایمان" (پٹی) کو قتل کر دیا گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ بیس روز کے بعد ان کی لاش ان کے مکان سے نکالی گئی ہے۔ لاش سڑ گئی ہے، اور مقتول کے جسم پر کئی ایک زخموں کے نشانات ہیں۔ ان کا مکان باہر سے مقفل تھا اور دو

۱۳ـ ۹ ص ۱۲

ملازم فرار ہیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ لاش کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ ان کو تقریباً بیس روز قبل قتل کیا گیا ہے۔"

حرفِ آخر

مولانا عبدالمجید سالک نے اپنی کتاب "سرگزشت" میں لکھا:

"مولانا عبدالمجید قرشی ایسے بے نظیر، سنجیدہ اور خاموش کارکن تھے کہ مسلمانوں میں ایسے مثالیں نہایت کم یاب ہیں ... درویشی کی زندگی بسر کرتے ... دھیلے دھیلے اور پائی پائی کا حساب رکھتے سیرت کی تقریروں اور اخبار "ایمان" سے انھوں نے پیسہ پیسہ کر کے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کیا، جس پر ان کا ذاتی کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اس کو قومی سرمایہ کہا کرتے تھے ..... مجھے معلوم ہے کہ تحریک سیرت کا جو سرمایہ قرشی صاحب چھوڑ گئے ہیں وہ لاہور کے ایک بنک میں محفوظ پڑا ہے[۱۳۱]"

اخبار اور کتب سیرت سے اتنا روپیہ جمع کرنے کا راز یہ تھا کہ اس وسیع کاروبار پر اخراجات اتنے کم تھے کہ اس سے کم ممکن ہی نہ تھے۔ قرشی صاحب دفتر میں خود بھی جھاڑو دے لیا کرتے تھے۔ پورا عملہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ہر ایک کم از کم دس گھنٹے کام کیا کرتا تھا۔ ۱۹۴۰ میں ان کا مشاہرہ یہ تھا:

ناظم مرکزی سیرت کمیٹی (عبدالمجید قرشی)	۵۰ روپے
آفس سکریٹری (حمید انور)	۳۰ روپے
مینیجر (محمد افضل)	۲۰ روپے
دفتری	۱۰ روپے
کرایہ دفتر و رہائش گاہ	۲۰ روپے
کل	۱۳۰ روپے

۱۳۱ے سرگزشت، ص ۲۶۸، ۲۶۹۔